# منکرین وسیلہ کے بعض دلائل

## کا علمی جواب

مصنف

علامہ ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی

مکتبہ حیدریہ

بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر



Photex

Scanned by CamScanner

# خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بائیسواں مقالہ

# منکرین وسیلہ

# کے بعض دلائل کا علمی جواب

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی بابت ۱۷ ستمبر ۱۹۹۹ء اور ۲۴ ستمبر ۱۹۹۹ء میں فرحت علی بیگ نامی شخص کا ایک مضمون " دعا وسیلہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں " دو قسطوں میں شائع ہوا ہے ۔ مضمون نگار نے اپنے اس مضمون میں جو کچھ لکھا وہ بلفظہٖ ملاحظہ فرمائیں ۔ پھر جواب عرض کیا جائے گا ۔ وباللہ التوفیق ۔

## فرحت علی بیگ کا مضمون

حضور پاک ﷺ نے دعا کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان، حضور پاک ﷺ پر ایمان یا مجموعی طور پر ایمان کی تمام تر شرائط پوری ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری طرح امید کرتے ہوئے عاجزی کے ساتھ مانگنا اور دعا سے پہلے اور آخر میں درود شریف کی ہدایت ہے ۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ بعد کے لوگوں کی اختراع ہے ۔ قرآن پاک اور حدیث سے کسی بھی وسیلہ پکڑنے کی جو مکروہ شکل آج کل فروغ پا چکی ہے ہرگز ثابت نہیں ۔

حضور پاک کے وسیلے کا ذکر آذان کے بعد پڑھی جانے والی دعاء میں آیا ہے اس کا تعلق آخرت کی دنیا سے ہے ۔ اور اس وسیلے کا مطمع نظر یا اصل روح یہ ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کے لیے حضور پاک ﷺ کی ذات مزید مقدم اور مزید قابل احترام ہو جائے ۔ اس وسیلے سے یہ ہرگز اخذ نہ کیا جائے کہ قیامت کے دن حضور پاک اللہ تعالیٰ کے مقابل ایک اور دربار لگائیں گے ۔ یا یہ کہ نعوذ باللہ حضور پاک اللہ تعالیٰ کے قائم مقام کی حیثیت اختیار کر جائیں گے ۔ قابل افسوس امر یہ ہے کہ جس وسیلے کا ذکر آذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں آیا ہے اس کی اصل روح کے منافی نظریہ عوام میں پھیل گیا ہے یا پھیلا دیا گیا ہے جو کہ سو فی صد گمراہ کن ہے ۔ جس کی وجہ سے آج مسلمان اللہ تعالیٰ جیسی زندہ جاوید ہستی سے وہ روحانی اور جذباتی تعلق پیدا نہیں کر سکا جس کی خاطر ہمارے نبی ﷺ نے مکہ کی



گلیوں میں اپنا خون بہایا تھا ۔

اگر ہر کوئی براہِ راست اللہ تعالیٰ سے رابطہ استوار کر لے گا تو پھر چند لوگوں کی روحانیت کا سکہ کیسے چلے گا ۔ کچھ لوگ جو عام گنہگاروں کا براہِ راست تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم نہیں ہونے دیتے تاکہ انہیں ایک مسلسل خوف میں مبتلاء کر کے روحانی طور پر بلیک میل کر سکیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنا پیار کرنے والے اللہ کے لیے کسی واسطے یا تعلق کی کیمیا گری نہیں کرنی پڑتی ۔ کوئی اس کی طرف ایک قدم جائے تو وہ اس کی طرف دو قدم بڑھاتا ہے ۔ کوئی اس کی طرف چل کر جائے تو وہ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے ۔ وہ ایک انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے اس کا خیال رکھنے والے ماں باپ کو بھیج چکا ہوتا ہے ۔ وہ خود بھی زبردست اور اس کی منصوبہ بندی بھی زبردست ۔ ہمارے بزرگوں کی سوچ کچھ عجیب ہی رہی ہے ۔ مثلاً آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر سؤر یا خنزیر کا لفظ آپ کی زبان پر آیا تو چالیس روز تک ایمان قریب نہیں آتا ۔ اس کے پیچھے ان کی منطق شاید یہ ہوگی کہ لوگ سؤر کا گوشت کھانے سے پرہیز کریں اور اس سے شدید نفرت کریں جبکہ اس کے برعکس خود قرآن پاک میں یہ لفظ کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے ۔ تو کیا پھر قرآن پاک کے پاک ہونے یا نہ ہونے کا سوال اٹھ جائے گا ۔ میرے خیال میں کسی عمل سے باز رکھنے کا یہ طریقہ پرلے درجے کا دقیانوسی طریقہ ہے جو بڑا ہی بے بنیاد اور سنجیدہ طرز فکر والوں کے لیے باعثِ تبسم ہے ۔

حضور پاک ﷺ کے دور کا مشرک ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کی تگ و دو کرتا تھا ۔ حج کے بعد وہ ان دروازوں سے گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے تھے جن سے وہ عام سفر کے بعد واپسی پر داخل ہوتے ۔ ان کی منطق یہ تھی کہ ان دروازوں سے ہم گناہ لے کر کے واپس آتے ہیں ۔ ہم آج کل مسلمانوں نے اس تگ و دو کو بھی بالائے طاق رکھ دیا اور پیسہ پھینک تماشہ دیکھ والا کلیہ اپنا لیا ۔ کسی پیر فقیر کے سرہانے جاؤ ۔ جالی چومو ۔ نیاز دو اور معافی پیکٹ میں بند کروا کے گھر لے آؤ ۔ ریڈی میڈ قسم کی مغفرت اسلام میں کہاں؟

Scanned by CamScanner

بات یہ ہے کہ اگر اس قسم کی شفاعت اور مغفرت درست ہے تو پھر یہودی بھی درست ہیں وہ اللہ کو ایک تو مانتے ہیں۔ بس عقیدت کے باعث حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔ پھر تو عیسائی بھی درست ہیں ایک اللہ کو مانتے ہیں بس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتنا ادب کرتے ہیں کہ انہیں اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ اگر آپ وسیلہ و مغفرت کے لیے پیروں فقیروں اور بزرگوں کو بڑا مانتے ہیں تو پھر بے چارے یہودیوں اور عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ مطعون ٹھہرا رہا ہے۔

شفاعت اور وسیلے کا جو تصور ہمارے اندر جڑ پکڑ چکا ہے اس کی وجہ سے مزار پرستی اور شخصیت پرستی جنم ہی نہیں لے چکی بلکہ اپنی مکروہ ترین شکل میں ہمارے سامنے آ چکی ہے۔ مزار آباد ہیں۔ اشخاص کے ڈیرے آباد ہیں اور مسجدیں ویران ہیں۔ اللہ کے گھر اجڑے ہوئے بیابان پڑے ہیں۔

عبدالقادر حسن صاحب ایک اچھے لکھاری ہیں۔ میں نے ایک اخبار میں ان کا ایک کالم پڑھا تھا۔ اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک لاہوریہ شخص حج پر گیا۔ خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھا تھا اور بیمار تھا۔ لازماً اس نے شفایابی کے لیے دعا کی ہوگی افاقہ نہ ہوا (ظاہر ہے ایسا آزمائشی ہوا ہوگا کہ اسے شفا نہیں دی گئی) آخر کار اس نے جھنجھلا کر لاہور گھر کے پتہ پر خط لکھ دیا کہ داتا صاحب کے دربار پر میرے لیے دعا مانگو۔ یہاں تو اللہ نہیں سنتا۔ (قارئین اس واقعے کی سچائی کے متعلق خود عبدالقادر حسن صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔) اگر دینے دلانے کا اختیار نعوذ باللہ ان پیروں فقیروں کے ہی ذمے میں ہے تو پھر میں اس پیر کو اپنی دعا اوپر پہنچانے کے لیے دوں گا جو جاپانیوں کا پیر ہے یا پھر امریکیوں کا پیر ہے۔ اصل شفاعت تو پھر جاپانیوں اور امریکیوں ہی کی ہو رہی ہے۔ آیئے جاتے جاتے کتاب الفرقان سے فیصلہ لیتے ہیں۔

سورۂ آل عمران آیت نمبر ۷۹ اور ۸۰۔ " کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اس کو کتاب و حکم و نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔ وہ یہی کہے گا کہ سچے ربانی بن جاؤ۔ جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم



پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔ وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنا لو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو" اھ بلفظہ التمام۔

# فرحت علی بیگ کے اس مضمون کا جواب

فرحت علی بیگ کے اس مضمون کا جواب۔ علامہ مختار علی خان رضوی صاحب نے یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء کے روزنامہ نوائے وقت کے ملی ایڈیشن میں " وسیلہ کے ذریعے دعا مانگنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے "۔ کے عنوان سے لکھا ہے۔ رضوی صاحب کے اس مضمون کے چیدہ چیدہ اقتباسات ہدیہء ناظرین کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ " رہا سوال وسیلہ کے ثبوت کا تو درجن بھر سے زائد آیات انبیآء و اولیاء کے وسیلہ پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کئی احادیث مبارکہ میں بھی وسیلہ کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن صرف ایک قرآنی آیت اور بخاری شریف کی ایک حدیث پیش کروں گا۔

## آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے بارہ میں یوں تذکرہ فرمایا۔ (ترجمہ) اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ اور جب تشریف لایا ان کے پاس جانا پہچانا تو اس کے منکر ہو بیٹھے۔ تو اللہ کی لعنت ہے منکروں پر۔" (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۷۹ کنزالایمان)

مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہودی کافروں کے مقابلہ میں نبی کریم ﷺ آخرالزمان نبی کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح کے لیے دعا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''انہیں یقین تھا کہ آپ کا نام تمام پیغمبروں کا مددگار ہے اور ان کا نام بھی کفر مٹانے اور باطل گھٹانے میں لشکر جرار ہے''۔

Scanned by CamScanner

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ،تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اور آپ کے علاوہ اردو کی سب سے بڑی تفسیر نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے الفاظ اس طرح نقل کیے ہیں کہ یہود ان الفاظ میں آپ کے وسیلہ سے فتح و نصرت کے لیے دعا مانگتے تھے ۔مگر جب آپ تشریف لائے تو دعا مانگنے والے صاف منکر ہو گئے ۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ دعاء میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنا امت مسلمہ کا معمول رہا ہے ۔سب سے پہلے ابن تیمیہ نے نئی راہ نکالی اور اس کا انکار کیا ۔ یوں وسیلہ کا سب سے پہلا منکر ابن تیمیہ ہی ہے جو اس کے علاوہ بھی سارے خوارج کے عقائد و نظریات کا قائل تھا ۔

مولوی انور شاہ کاشمیری ابن تیمیہ کے بارہ میں یوں رقمطراز ہیں ۔"ابن تیمیہ کی طبیعت میں حدت اور شدت تھی اس نے کہا میری تحقیق ایسے ہے جیسے آسمان سے وحی نازل ہو ۔(فیض الباری جلد چہارم ص ۳۷۰)

امام شہاب الدین خفاجی اور امام تقی الدین سبکی رحمھما اللہ تعالیٰ نے اس کی خوب گوشمالی کی اور اس کے اس باطل نظریئے کو سختی سے رد کیا ۔

اب بخاری شریف کی وہ مشہور حدیث پاک جو مشکوٰۃ شریف میں بھی نقل کی گئی ہے پیش کرتا ہوں ۔

## حدیث پاک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب حضرت عباس بن عبدالمطلب کے توسل سے دعائے بارش کرتے اور عرض کرتے ۔ یا الٰہی ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کا وسیلہ پکڑتے تھے تو تُو بارش بھیجتا تھا ۔ اور اب ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا کا وسیلہ پکڑتے ہیں ہم پر بارش بھیج دے تو لوگ سیراب کیے جاتے تھے ۔

شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں ۔''اس



سے معلوم ہوا کہ صرف نبی ﷺ کا وسیلہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی امت کے اولیاء کا بھی وسیلہ ہوسکتا ہے ۔ان کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں ۔حضرت عمر حضرت عباس کا وسیلہ اس طرح لیتے تھے کہ ان کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے تھے ۔اور حضرت عباس عرض کرتے خدایا یہ لوگ تیرے حبیب کی نسبت کی وجہ سے میرا وسیلہ لے رہے ہیں ۔خدایا اس بڑھاپے میں مجھے شرمندہ نہ کر ۔ یہ کہتے ہی بارش آجاتی تھی ۔(اشعۃ اللمعات)

انبیاء کا وسیلہ تو بہت بڑا وسیلہ ہے ۔ دعاؤں میں انبیاء کی نسبت کا وسیلہ بھی کیا جائے تو وہ بارگاہ خداوندی میں قبولت کا شرف پاتی ہیں ۔

صاحب مضمون کی معلومات کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ سیدنا امیر المؤمنین فاروق اعظم نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ ہیں اور خلیفہ راشد بھی ہیں ۔آپ نے فرمایا ہے کہ تم پر میری سنت لازم ہے اور میرے خلفائے راشدین کی سنت بھی ۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لیے یہ سبق چھوڑا ہے کہ انبیآء کے وسیلہ سے دعا شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے اور اولیآء کے وسیلہ سے بھی ۔" اھ بلفظہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

## فرحت بیگ کی باقی دلیلوں کا جواب

الحمدللہ ۔ علامہ مختار علی خان رضوی صاحب کے مندرجہ بالا مضمون سے دعا میں انبیآء اصفیاء کا وسیلہ پیش کرنے کا جواز ثابت ہوا ۔ ہم فرحت بیگ کی باقی دلیلوں کے بارہ میں اپنی معروضات عرض کرتے ہیں ۔ ہم قولہٗ سے اس کا قول شروع کریں گے اور اھ پر ختم کریں گے ۔ پھر فنقول سے اپنا جواب شروع کریں گے ۔وباللّٰہ التوفیق.

قولہٗ ۔آیئے جاتے جاتے کتاب الفرقان سے فیصلہ لیتے ہیں ۔الخ اھ

فنقول وباﷲ التوفیق.

## بیگ صاحب کی پیش کردہ آیت وسیلہ کے بارہ میں نہیں ہے

فرحت علی بیگ نے جاتے جاتے کتاب الفرقان کی جس آیت سے فیصلہ مانگا ہے وہ اس کے خلاف فیصلہ سناتی ہے ۔ کیونکہ یہ آیت کریمہ وسیلہ کے بارہ میں نہیں بلکہ عبادت

Scanned by CamScanner

اور بندگی کے بارہ میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **ما کان لبشرٍ ان یؤتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول کونوا عباداً لی من دون الله ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون ولا یأمرکم ان تتخذوا الملائکة والنبیین ارباباً ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون** (پ۳ رکوع ۱۶)

(ترجمہ) کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو۔ کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لیے۔ (کنز الایمان ص ۹۴)

آیت کریمہ کے الفاظ کونوا عباداً لی من دون اللہ کا معنی ہے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ یہی ترجمہ فرحت علی بیگ کے ہم خیال مولوی محمود الحسن نے بھی کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر۔ (ترجمہ القرآن ص ۱۰۱)
عباداً کا لفظ عبد کی جمع ہے اور عبد عبادت سے ہے۔ عبادت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو مالک حقیقی مان کر اس کی اطاعت کرنا۔ اور وسیلہ کا معنی شرع شریف میں یہ ہے کہ ایسی چیز کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو۔" (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی بابت ۲۹ اکتوبر مضمون علامہ مختار احمد رضوی)

جب عبادت کے مفہوم اور وسیلہ کے مفہوم میں زمین و آسمان جتنا فرق ہے تو پھر غیر خدا کی عبادت کی ممانعت ثابت کرنے والی آیت کو وسیلہ کی ممانعت کی دلیل بنانا عقل و دانش کے سراسر خلاف ہے۔

## رسول اللہ ﷺ نے وسیلہ سے نہیں روکا

اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ آیت اگرچہ عبادت کے متعلق ہے لیکن عبادت اور وسیلہ مترادف ہیں اس لیے اس سے وسیلہ کی ممانعت بھی ثابت ہو جاتی ہے تو پھر لازم آئے گا کہ



جب قحط سالی کے وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی دعا کو حصول بارش کا وسیلہ بنایا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط سالی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو حصول بارش کا وسیلہ بنایا تو اس وسیلہ بنانے سے معاذ اللہ صحابہ کرام اور حضرت عمر و حضرت عباس رضی اللہ عنہما سب کے سب مشرک ہو گئے تھے۔ لازم باطل ہے تو ملزوم بھی یقیناً باطل ہے تو ثابت ہوا کہ وسیلہ عبادت نہیں اور اس کا اس آیت کریمہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ بیگ صاحب نے جان چھڑانے کی غرض سے جاتے جاتے بے موقع یہ آیت پیش کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

قولہٗ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ بعد کے لوگوں کی اختراع ہے۔ قرآن پاک اور حدیث سے کسی بھی وسیلہ پکڑنے کی جو مکروہ شکل آج کل فروغ پا چکی ہے ہرگز ثابت نہیں اھ

فنقول۔ بیگ صاحب کا یہ دعویٰ کہ حضور پاک ﷺ نے دعا کا جو طریقہ سکھایا ہے وہ صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ وسیلہ کے بغیر دعا مانگنے کا طریقہ ہے باطل ہے۔
حضور پاک ﷺ نے دعا کے دو طریقے سکھائے ہیں۔ ایک وہ طریقہ جس کا بیگ صاحب نے ذکر کیا ہے اور دعا کا دوسرا طریقہ اس حدیث میں سکھایا ہے کہ ایک نابینا شخص حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے عافیت دے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور چاہے تو تُو صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی حضور دعا کریں۔ انہوں نے حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ **اللھم انی اسئلک واتوسل واتوجه الیک بنبیّک محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم شفعه فی**۔
اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف رحمت والے نبی محمد کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ! بلاشبہ میں نے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں آپ کے وسیلہ سے توجہ کی ہے تاکہ وہ میرے لیے پوری کی جائے۔ اے اللہ! سو تو میرے بارہ میں ان کی سفارش قبول فرما''

Scanned by CamScanner

اس حدیث کے بارہ میں مولا، امجد علی صاحب لکھتے ہیں۔ " ترمذی بافادۂ تحسین وتصحیح وابن ماجہ وصربی وغیرہم حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں الخ" (بہار شریعت باب سنن ونوافل کا بیان)

اور علامہ مختار علی خان رضوی اس حدیث کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

'' یہ حدیث پاک مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔ ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۹۷، ابن ماجہ جلد اول ص ۴۴۱، مستدرک حاکم جلد اول ص ۵۹۱، صحیح ابن خزیمہ جلد دوم ص ۲۲۶" زیادہ تخریج مطلوب ہو تو ہمارے رسالہ " مسئلہ توسل فی الدعآء'' میں ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قولہ: حضور پاک کے متعلق جس وسیلے کا ذکر آذان کے بعد پڑھی جانے والی دعاء میں آیا ہے اس کا تعلق آخرت کی دنیا سے ہے۔ اور اس وسیلے کا مطمع نظر یا اصل روح یہ ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کے لیے حضور پاک ﷺ کی ذات مزید مقدم اور مزید قابل احترام ہو جائے۔ اس وسیلے سے یہ ہرگز اخذ نہ کیا جائے کہ قیامت کے دن حضور پاک ﷺ اللہ کے مقابل ایک اور دربار لگائیں گے یا یہ کہ نعوذ باللہ حضور پاک اللہ تعالیٰ کے قائم مقام کی حیثیت اختیار کر جائیں گے۔ قابل افسوس امر یہ ہے کہ جس وسیلے کا ذکر آذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں آیا ہے اس کی اصل روح کے منافی نظریہ عوام میں پھیل گیا ہے یا پھیلا دیا گیا ہے جو کہ سو فی صد گمراہ کن ہے۔"

فنقول.

## وسیلہ کے دونوں نظریے ثابت ہیں ان میں کوئی منافات نہیں ہے

بیگ صاحب کا مقامِ وسیلہ ملنے کی دعا کرنے اور آپ کی ذات کو اپنی دعا کی مقبولیت کا وسیلہ بنانے کو ایک دوسرے کے منافی قرار دینا بلا شبہ سو فی صد گمراہ کن ہے۔ وسیلہ کے یہ دونوں نظریے رسول اللہ ﷺ کے دورِ سعید میں موجود تھے۔ اور خیر القرون سے آج تک کے مسلمانوں میں موجود رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے جس حاجت کی نماز کو روایت کیا ہے۔ اس کی بنآء پر ہر دور میں اسی طرح کی نماز



حاجت پڑھی جاتی رہی ہے اور اس نماز میں حضور ﷺ کا وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ امام خفاجی شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ ومنہ اخذان کل من اھمہ امر ینبغی لہ ویستحب ان یصلی قبل الدعآء تقریباً الی اللہ تعالیٰ ۔ یعنی اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالا گیا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہیے اور اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے نمازِ حاجت پڑھ لے (نسیم الریاض جلد سوم ص ۱۰۶)

باقی بیگ صاحب کا یہ لکھنا کہ " اس وسیلے سے یہ ہرگز اخذ نہ کیا جائے کہ قیامت کے دن حضور پاک ﷺ اللہ کے مقابل ایک اور دربار لگائیں گے الی آخرہ یہ کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کا عقیدہ نہیں۔ سنی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی کا دربار ہوگا۔ اپنے دربار میں اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھے گا اور اپنے محبوب اعظم ﷺ کو اپنے عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ حضور پاک ﷺ کو اذن شفاعت ہے۔ آپ جس کی شفاعت فرمائیں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ رزقنا اللّٰہ تعالیٰ استقامۃً کاملۃً علیٰ ھذا الاعتقاد الصحیح. آمین. بجاہ النبی الامین ﷺ ۔

قولہ اگر کوئی براہِ راست اللہ تعالیٰ سے رابطہ استوار کر لے گا۔ اھ

فنقول۔

## اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رابطہ ناممکن ہے

بیگ صاحب کا یہ کہنا سراسر ضلالت وجہالت ہے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رابطہ قائم نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے تک رسائی کے لیے اپنے محبوب کے دروازہ پر آنے کی ہدایت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ ولوانھم اذظلموا انفسھم جآؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیماً (پ ۵ رکوع ۲) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا

Scanned by CamScanner

مہربان پائیں۔ (کنزالایمان ص ۱۳۹)

اس آیت میں ظلم ظالم اور زمان میں کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کرے تمہارے آستانے پر آجاوے۔ اور جآؤک میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا یہ بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوجائے تو زہے نصیب۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا۔ کوئی آنے والا ہو" (نورالعرفان)

بیگ صاحب کی معلومات میں اضافہ کے لیے مزید عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی وساطت سے عبادت کی۔ مقبول بارگاہ خداوندی ہوئے۔ مگر ابلیس نے اس وسیلے کا انکار کیا اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے رابطہ استوار کرنا چاہا، تو راندۂ درگاہ الٰہی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قولہ تو پھر چند لوگوں کی روحانیت کا سکہ کیسے چلے گا۔ کچھ لوگ ہیں جو عام گناہگاروں کا براہ راست تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم نہیں ہونے دیتے۔ "اھ

فقول یہ بیگ صاحب کی محبوبان خدا کے بارہ میں سخت گستاخی ہے۔ بیگ صاحب سے عرض ہے کہ عوام تیرنا نہیں جانتے اس لیے محبوبانِ خدا انہیں اپنے ساتھ باحفاظت معرفت الٰہی کے سمندر سے گزار کر واصل بحق کرتے ہیں۔ دریا کے کنارے جو شخص تیرنا نہ جانتا ہو وہ ملاح اور بیڑی والے کا وسیلہ ہی تلاش کیا کرتا ہے۔ اور اگر براہ راست سمندر میں کود پڑے تو ڈوب کر ہلاک ہونا یقینی ہوتا ہے۔ ملاح بیڑی چلاتا ہے۔ بے شک بیٹھنے والوں سے مزدوری لیتا ہے لیکن بیٹھنے والے اس کے وسیلہ سے دوسرے کنارے پر لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح مشائخ وعلماء حضرات عوام کو واصل بحق کرتے ہیں اور عوام اپنی خوشی سے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ اسے سکہ چلانا کہنا سخت ضلالت وجہالت ہے۔ واللّٰہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔



قولہ وہ ایک انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے اس کا خیال رکھنے والے ماں اور باپ کو بھیج چکا ہوتا ہے اھ

فقول بیگ صاحب نے یہ لکھ کر مان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ وہ کسی بھی مقصد کے حصول کے لے سبب پیدا فرمادیتا ہے۔ تو پھر انبیآء و اولیاء کے سبب بننے ہی کا انکار کیوں کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے وسیلہ جسے چاہے بخشے اور وسیلے کے لحاظ سے جسے چاہے بخشے دونوں میں وہ خودمختار ہے۔ پھر وسیلے کا انکار کیوں کیا جارہا ہے؟

قولہ اگر آپ وسیلہ ومغفرت کے لیے پیروں فقیروں اور بزرگوں کو بڑا مانتے ہیں تو پھر بے چارے یہودیوں اور عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ مطعون ٹھہرا رہا ہے۔ "اھ

فقول۔

## بیگ صاحب مغفرت کے لیے پیروں کو بڑا ماننے کے منکر ہیں

بیگ صاحب کو اتنا پتہ نہیں کہ پیرفقیر اور بزرگ عام مسلمانوں سے بڑے ہی ہوتے ہیں اسی لیے تو انہیں بزرگ مانا جاتا ہے۔ جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو پھر وہ چھوٹوں کا وسیلہ بننے کی اہلیت رکھتے ہیں لہٰذا بیگ صاحب کا انکار سراسر عقل ودانش کے خلاف ہے۔ یہود وعیسائی اپنے بڑوں کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اور خدا کا بیٹا خدا کا شریک ہوتا ہے۔ اس لیے وہ مطعون ہیں خواہ مخواہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ انہیں مطعون نہیں ٹھہرا رہا ہے۔ اس کے برعکس مسلمان بزرگوں پیروں فقیروں کو اللہ کا محبوب مانتے ہیں بیٹا نہیں مانتے ہیں یہود و عیسائی محبوبان خدا کی محبت میں افراط وتفریط کی وجہ سے مطعون ہوئے اور ہم لوگ محبوبان خدا کی محبت اعتدال سے کرتے ہیں۔ ؎ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

قولہ شفاعت اور وسیلے کا جو تصور ہمارے اندر جڑ پکڑ چکا ہے۔ اس کی وجہ سے مزار پرستی اور شخصیت پرستی جنم ہی نہیں لے چکی بلکہ اپنی مکروہ ترین شکل میں ہمارے سامنے آچکی ہے۔

اھ

فقول

Scanned by CamScanner

# یہ بیگ صاحب کا ایک اور جھوٹا الزام ہے

محبوبان خدا کو بزرگ ماننا اور ان کی وفات پر ان کی قبور کی تعظیم بجا لانا مزار پرستی اور شخصیت پرستی نہیں بزرگوں کی تعظیم ہے اور بزرگوں کی تعظیم سوائے وہابیہ نجدیہ کے کون نہ کرے گا۔

قولہ عبدالقادر حسن ایک اچھے لکھاری ہیں الی آخرہ "

فنقول بیگ صاحب کی طرح عبدالقادر حسن نے اہل سنت کو بدنام کرنے کے لیے یہ افسانہ تیار کیا ہوگا۔ کوئی سنی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا۔ کعبۃ اللہ میں دعا کی مقبولیت پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ وھذاآخر ماار دنا ایراده فی ھذه المقالة النافعة تقبلها اللّٰه تعالیٰ بمنه العظیم ورسوله الکریم وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی غفر اللّٰه لهٗ المدرس بالجامعة الحیدریة فضل المدارس بھیائی من مضافات سنھسه آزاد کشمیر ۔(۳۰ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ)

Scanned by CamScanner